بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

عربی زبان میں تزکیہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ایک تطہیر یعنی پاک صاف کرنا۔ دوسرے تنمیہ یعنی نشوونما دینا، بڑھانا اور ترقی دینا۔ پس تزکیۂ نفس کا مفہوم یہ ہوا کہ نفس کو بری صفات سے پاک کیا جائے اور اچھی صفات کی آبیاری سے اس کو نشوونما دیا جائے۔

یہ بعینہٖ وہی چیز ہے جس کو آج کل کی زبان میں تربیت اور تعمیر سیرت کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس سے مقصود اس طرز کے انسان تیار کرنا ہوتا ہے جو کسی کو مطلوب ہوں۔

اس تزکیہ و تربیت، یا بالفاظ دیگر، انسان سازی کی شکل متعین کرنے والی چیز، جیسا کہ ہم ان صفحات میں اس سے پہلے بتفصیل بیان کر چکے ہیں، وہ نصب العین ہے جو انسان تیار کرنے والے کے پیش نظر ہو۔ جیسا نصب العین اس کے پیش نظر ہوتا ہے ویسے ہی آدمی وہ تیار کرنا چاہتا ہے، اور جیسے آدمی وہ تیار کرنا چاہتا ہے اسی کے لحاظ سے وہ یہ طے کرتا ہے کہ کونسی صفات اصل نصب العین کی ضد اور اس کے حصول میں مانع ہیں اور کونسی صفات اس سے مطابقت رکھتی ہیں اور اس کے حصول میں مددگار ہیں، پھر اسی کے لحاظ سے وہ ایسی تدابیر اختیار کرتا ہے جن سے غیر مطلوب صفات کو دبایا اور مٹایا جائے اور مطلوب صفات کو ابھارا اور نشوونما دیا جائے۔

اب اگر ہم اسلامی تزکیۂ نفس کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اس نصب العین کو جاننا چاہیے جو انسان سازی میں اسلام کے پیش نظر ہے۔ اس باب میں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے مدعا کی توضیح ایسے واضح طریقے سے کی ہے کہ کسی التباس و اشتباہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ قرآن میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے:-

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ (البینہ)

ان کو اس کے سوا اور کسی چیز کا حکم نہیں دیا گیا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنی اطاعت کو اس کے لیے خالص کر کے، پوری طرح یکسو ہو کر۔

اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بندگی کا معیار مطلوب یہ بیان فرماتے ہیں:-

الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

خوبی یہ ہے کہ تو اللہ کی بندگی اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، یا اگر اس حد تک نہیں تو کم از کم اس احساس کے ساتھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

پھر قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:-

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ

اور تم سے ایک ایسا گروہ وجود میں آئے جو نیکی کی طرف دعوت دے، بھلائی کا حکم دے

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران - ۱۱) اور برائی سے روکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام ایسے انسان تیار کرنا چاہتا ہے جو فرداً فرداً اپنی گردن سے تمام اطاعتوں اور تمام بندگیوں کے حلقے اتار کر خالص اللہ کی بندگی و غلامی کا حلقہ کسی مجبوری کے بغیر آپ اپنی رضا و رغبت سے پہن لیں، اور پھر اللہ کی اطاعت و خدمت اس نوکر کی طرح انتہائی وفاداری اور خوف و خشیت اور حسن کارکردگی کے ساتھ کریں جو اپنے آقا کو سامنے کھڑا دیکھ کر یا یہ محسوس کر کے کہ آقا کی نگاہ اس پر ہے، زیادہ سے زیادہ بہتر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ اس کی کوئی بات آقا کے غضب کی موجب نہ ہو۔ پھر اس قسم کے افراد کو جوڑ کر اسلام ایک ایسا منظم گروہ وجود میں لانا چاہتا ہے جو دنیا کو خیر کی طرف بلانے اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے اٹھے، جس کی ساری جدوجہد اور سعی و عمل صرف اس لیے ہو کہ دنیا سے فساد، جو اللہ کو مبغوض ہے مٹ جائے۔ اور خیر و صلاح، جو اللہ کو محبوب ہے، اس کی جگہ قائم ہو، جو خیر کا علَم ہاتھ میں لے کر دنیا بھر سے اس کے لیے لڑ جانے پر تیار ہو اور سارے جہان سے اس کی کشمکش اور نزاع صرف اسی ایک بات پر ہو کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور اس کے آگے سارے کلمے دب کر رہ جائیں۔

اسلام جو تزکیۂ نفس کرتا ہے وہ اسی مقصد کے لیے کرتا ہے۔ اس کے نزدیک اللہ کے امتحان میں انسان کی کامیابی اور اللہ کے قرب سے اس کی سرفرازی کا تمام تر انحصار اس پر ہے کہ اس کی عبدیت کامل ہو اور وہ انفرادی و اجتماعی طاقت سے زمین پر اللہ کے منشا، یعنی قیام خیرات و ازالۂ سیئات کو پورا کرے۔ اسی مقصد کی مناسبت سے اسلام نے انسانی صفات کو محمود اور غیر محمود اور مطلوب اور غیر مطلوب میں تقسیم کیا ہے۔ فرد اور جماعت دونوں میں جو صفات عبدیت کی ضد ہیں اور اقامتِ حق کی سعی میں سدّ راہ ہیں انہی کو اسلام غیر محمود قرار دیتا ہے اور انفرادی نفوس اور اجتماعی نظام کو ان سے پاک کرنا چاہتا ہے اور جو صفات عبدیت کے مقتضیات و لوازم میں سے ہیں اور جن سے اقامت حق کی سعی میں مدد ملتی ہے وہی اسلام کی نگاہ میں محمود ہیں اور وہ فرد اور جماعت کو ان سے آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ قرآن اور حدیث کا اگر غائر مطالعہ کیا جائے تو پوری تفصیل کے ساتھ ان صفات محمودہ و غیر محمودہ کی ایک مکمل فہرست بنائی جا سکتی ہے، اور یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون کون سی صفات کس درجہ میں محمود یا غیر محمود ہیں، اور ان تدابیر کا بھی پورا نقشہ مرتب کیا جا سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے تزکیۂ نفوس کے لیے تجویز کی ہیں۔ یہ چیز اس قدر واضح اور مکمل طریقہ سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں ہمیں مل جاتی ہے کہ اس سے باہر کہیں اور اسے تلاش کرنے کی قطعاً حاجت باقی نہیں رہتی۔ البتہ جس کے پیش نظر اسلام کے مقصد سے الگ کچھ دوسرے مقاصد ہوں وہ بلاشبہ اس منبع میں اپنی پیاس بجھانے والی چیز نہیں پا سکتا اور مجبوراً اسے دوسرے چشموں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

اب ہم سب سے پہلے قرآن سے اور پھر حدیث سے ان برائیوں کی ایک فہرست بنائیں گے جن سے فرد اور جماعت کو پاک کرنا مطلوب ہے۔ پھر اسی طرح ایک دوسری فہرست ان بھلائیوں کی مرتب کریں گے جنھیں فرد اور جماعت میں نشو و نما دینا مطلوب ہے۔ اس کے بعد اس تطہیر اور تنمیہ کی تدابیر کا پوری تفصیل کے ساتھ جائزہ لیں گے تاکہ وہی ہمارے تزکیہ کا پروگرام قرار پائے۔

قرآن کریم میں جن اوصاف و اعمال کو مذموم قرار دیا گیا ہے ان کی فہرست مختلف طریقوں سے مرتب کی جا سکتی ہے، لیکن ہمارے مقصد کے لیے موزوں ترین ترتیب یہ ہوگی کہ جن الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کسی وصف یا فعل کی مذمت فرمائی ہے انہی کو عنوان فصل بنایا جائے تاکہ ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا جائے کہ کونسی چیز قرآن کے نقطۂ نظر سے کس درجہ میں مذموم ہے۔ اسی ترتیب کو اختیار کر کے ہم حتی الامکان تمام مذمومات قرآنی کو سلسلہ وار درج کریں گے۔

۱۔ وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ تعالیٰ فسق (یعنی خروج از طاعت) سے تعبیر فرماتا ہے:-

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (البقرہ۔۳)

اور اللہ اپنی تمثیلات کے ذریعہ سے گمراہی میں صرف ان فاسقوں کو مبتلا کرتا ہے جو اللہ کے عہد کو اس کے استوار ہو جانے کے بعد توڑتے ہیں اور ان رابطوں کو کاٹتے ہیں جنھیں اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی لوگ خسارے میں رہنے والے ہیں۔

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (اعراف۔۱۷)

میں تمھیں فاسقوں کے گھر (یعنی ان کی تباہ شدہ بستیاں) دکھاؤں گا۔ میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جن کے ڈھنگ یہ ہیں کہ زمین میں بغیر کسی حق کے تکبر کرتے ہیں، خواہ کوئی نشان دیکھ لیں مگر مان کر نہ دیں، سیدھا طریقہ دیکھیں تو اسے اختیار نہ کریں، ٹیڑھا طریقہ دیکھیں تو اس پر چل پڑیں، یہ اس لیے کہ انھوں نے ہمارے ارشادات کو جھٹلایا اور ان سے غافل بنے رہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (الحشر۔۳)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو خدا فراموشی کے مرتکب ہوئے تو خدا نے ان کو خود فراموشی میں مبتلا کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدہ۔۶)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (التوبہ۔۳)

اے نبی کہو کہ اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی بند اور بیویاں اور رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تم کو اندیشہ ہے اور وہ گھر بار جو تم کو پسند ہیں، تمھارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور راہِ خدا کی جد و جہد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ نافذ کر دے، اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (التوبہ۔۹)

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ہم رنگ ہیں۔ ان کے ڈھنگ یہ ہیں کہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں اور اپنی مٹھیاں بند رکھتے ہیں (یعنی ادائے حقوق اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے سے باز رہتے ہیں) درحقیقت یہ منافق پرلے درجے کے فاسق ہیں۔

..... ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (المائدہ۔۱۴)

..... یہ امر زیادہ متوقع ہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک شہادت دیں گے یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد دوسری قسمیں کہیں پیش نہ کر دی جائیں، اللہ سے ڈرو اور سنو، اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور۔۱)

اور جو لوگ شریف عورتوں کو تہمت لگائیں پھر چار گواہ اپنے الزام کی تائید میں پیش نہ کریں ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، یہ لوگ پکے فاسق ہیں۔

اس کے علاوہ قرآن میں ایسے تمام لوگوں کو فاسق اور ان کے عمل کو فسق قرار دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی علانیہ خلاف ورزی کریں یا ان افعال کے مرتکب ہوں جنھیں اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو المائدہ ۱، انعام ۱۴، اعراف ۲۱، عنکبوت

۲۔ وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ فساد اور جن کے مرتکبین کو مفسد قرار دیتا ہے:

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (النحل ۱۲)

جن لوگوں نے خود دعوت حق کو ماننے سے انکار کیا اور دوسروں کو بھی خدا کے رستے سے روکا انھیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کی وجہ سے جو وہ کرتے رہے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (النمل-۱)

پس جب ہماری نشانیاں ان کے سامنے علانیہ آگئیں تو انھوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے، ان کے دل اندر سے قائل ہو چکے تھے مگر انھوں نے محض زیادتی اور سرکشی کی راہ سے ہماری نشانیوں کا انکار کیا تو دیکھو کہ ان مفسدوں کا انجام کیا ہوا۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (القصص-۱)

فرعون نے زمین میں سر اٹھایا اور باشندگان ملک کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جن میں سے ایک گروہ کو وہ کمزور بنا کر رکھتا اور ان کے لڑکوں کو قتل کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ یقیناً وہ مفسدوں میں سے تھا۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ..... قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ (عنکبوت-۳)

(لوط نے اپنی قوم سے کہا) کیا تم لوگ ایسے بدکار ہو گئے ہو کہ مردوں سے خواہش نفس پوری کرتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں علانیہ برے کام کرتے ہو... لوط نے کہا پروردگار! ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد کر۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (القصص-۸)

قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، مگر اس نے (اپنی ناجائز زراندوزی اور اپنی دولت مندی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی صورت میں) اپنی قوم پر دست درازی شروع کر دی۔ ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقتور آدمیوں کا ایک گروہ بمشکل اٹھا سکتا تھا۔ اس کی قوم والوں نے اس سے کہا کہ اترا نہیں اللہ اکڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت میں اپنا انجام درست کرنے کی فکر کر اگرچہ دنیا میں بھی اپنا حصہ بھول نہ جا، اور احسان کر جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کے درپے نہ ہو، یقیناً اللہ کو مفسد پسند نہیں ہیں۔

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (ہود-۸)

(شعیب نے کہا) اے میری قوم کے لوگو! پورا ناپو اور ٹھیک تولو، لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (محمد-۳)

تو تم (منافقوں) سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ اختیارات تمھارے ہاتھ میں آجائیں تو زمین میں فساد برپا کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے (جس طرح زمانہ جاہلیت میں کرتے رہے ہو)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (بقرہ-۲۵)

لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جس کی باتیں دنیوی زندگی کے معاملات میں تم کو بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنے حسن نیت پر قسمیں کھا کھا کر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے اور جب وہ یہ باتیں بنا کر پلٹتا ہے (یا جب زمام اختیار اس کے ہاتھ میں آتی ہے) تو زمین میں اس کی تمام دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد برپا کرے اور کھیتوں اور نسلوں کو غارت کرے، حالانکہ اللہ کو فساد پسند نہیں ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو جھوٹے وقار کا خیال اسے گناہ پر جما دیتا ہے۔

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اور ہم نے یہودیوں کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور نفرت ڈال دی ہے، جب کبھی وہ

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ (المائدہ - ۹)

جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔ وہ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کو مفسد پسند نہیں ہیں۔

إِنَّمَا جَزَاؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ
فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا ...... (المائدہ - ۵)

جو لوگ اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں (یعنی ملک میں جو صالح نظام قائم ہو چکا ہے اسے درہم برہم کرنا چاہتے ہیں) ان کی سزا تو یہ ہے کہ انھیں قتل کر دیا جائے ....

۳- وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ نے ظلم اور جن کے مرتکبین کو ظالم قرار دیا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ
كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ
يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (بقرہ - ۲۰)

لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کو اللہ کا مدمقابل بنا لیتا ہے، ان سے ایسی محبت کرتا ہے جیسی خدا سے ہونی چاہیے حالانکہ ایمان لانے والے سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ کاش یہ ظالم لوگ جو کچھ عذاب سامنے آنے پر دیکھیں گے وہ ابھی دیکھ لیتے کہ قوت ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے۔

هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن
دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (لقمان - ۱)

یہ سب تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب ذرا مجھے دکھاؤ کہ دوسرے (بناوٹی خداؤں) نے کیا پیدا کیا ہے؟ مگر ظالم لوگ ہیں کہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان - ۲)

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر کہ شرک بڑا ظلم ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا (اعراف - ۱۳)

پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد موسیٰ کو فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا مگر ان لوگوں نے ہماری نشانیوں کے ساتھ ظلم کیا (یعنی جو صریح حق کی نشانیاں تھیں ان کو جھوٹ اور جعل قرار دیا)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ
بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام - ۱۷)

پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کے نام سے خود ایک جھوٹ تصنیف کرے تاکہ علم حق کے بغیر لوگوں کی غلط رہنمائی کرے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ
إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (انعام - ۱۷)

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کے نام سے خود کوئی جھوٹ بنائے یا اللہ کی سچی آیات کو جھٹلائے، حقیقت یہ ہے کہ ایسے ظالم فلاح نہیں پاتے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ .... قُلْ فَأْتُوا
بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ فَمَنِ افْتَرَىٰ
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
(آل عمران - ۱۰)

ساری کھانے کی چیزیں (جو شریعت محمدی میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں .... (اے نبی ان یہودیوں سے کہو کہ) توراۃ لے آؤ اور پڑھو اگر تم سچے ہو۔ پھر اس کے بعد جو اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کریں (یعنی جسے اللہ نے حرام نہیں ٹھیرایا اس کے متعلق کہیں کہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے) وہی ظالم ہیں۔

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ
بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ (فاطر - ۴)

پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے جن کو (ایمان اور اتباع پیغمبر کے لیے) چھانٹ لیا تھا انھیں کتاب کا وارث بنایا، اس کے بعد کوئی ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہوا (یعنی اس نے اللہ کی کتاب پائی مگر اس کی پیروی نہ کی) اور کوئی معتدل رہا اور کوئی اللہ کے اذن سے نیکیاں سمیٹنے میں سبقت

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ - ۷)

اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ - ۱۷)

جو علم حق تیرے پاس آگیا ہے اگر اس کے آجانے کے بعد تو نے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر تیرا شمار ظالموں میں ہوگا۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ (البقرہ - ۱۶)

اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک شہادت ہو (یعنی جسے معلوم ہو کہ کتاب الٰہی کی رو سے امر حق کیا ہے) اور وہ اس کو چھپائے۔

لَا تَتَّخِذُوْا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (التوبہ - ۳)

اگر تمھارے باپ اور بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو محبوب رکھتے ہوں تو انھیں اپنا رفیق نہ بناؤ، تم میں سے جو ایسے لوگوں کو اپنا رفیق بنائے گا وہی ظالم ہوگا۔

وَإِذَا دُعُوْا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَإِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوْا إِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ أَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوْا أَمْ يَخَافُوْنَ أَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهُ بَلْ أُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (النور - ۶)

اور جب انھیں اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے معاملات کا فیصلہ (قانون الٰہی کے مطابق) کرے تو ان میں سے ایک گروہ پہلو تہی کر جاتا ہے، البتہ اگر فیصلہ ان کی تائید میں ہو تو یہ لوگ اطاعت کیش بنے ہوئے رسول کی طرف آجائیں۔ کیا ان کے دلوں کو کوئی روگ لگا ہوا ہے؟ یا یہ شک میں ہیں؟ یا انھیں اندیشہ ہے کہ اللہ اور رسول ان پر ظلم کریں گے؟ نہیں بلکہ ظالم تو یہ لوگ خود ہیں۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ (بقرہ - ۳۲)

پھر جب ان لوگوں کو راہ خدا میں جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تو ایک قلیل گروہ کے سوا سب منہ پھیر گئے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ ان ظالموں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا (النساء - ۱۴)

جن لوگوں کی روحیں فرشتوں نے اس حال میں قبض کیں کہ وہ اپنے آپ پر خود ظلم کر رہے تھے (یعنی ایمان لے آنے کے باوجود اطمینان کے ساتھ دارالکفر میں زندگی بسر کر رہے تھے) ان سے فرشتوں نے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں تھے؟ انھوں نے کہا ہم زمین میں کمزور تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بقرہ - ۲۹)

اور جو لوگ (اخلاق، معاملات اور معاشرت میں) اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسٰٓى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات - ۲)

مردوں اور عورتوں میں سے کوئی دوسروں کی ہنسی نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسی اڑانے والوں سے اچھے ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے پر چوٹیں نہ کرو، نہ پھبتیاں کسو اور برے نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد کسی کا بد اخلاقی میں نام پیدا کرنا بہت بری ناموری ہے۔ اور جو اس سے باز نہ آئے تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔

۴- وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ تعالیٰ انسانیت کے خلاف قرار دیتا ہے:

أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا (الفرقان - ۴)

تم نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے؟ کیا تم ایسے شخص کی ذمہ داری لے سکتے ہو؟ تم شاید یہ سمجھتے ہوگے کہ ان میں بہت سے لوگ (کھلے دل سے) بات سننے اور سوچنے سمجھنے کے لیے تیار ہوں گے؟ حالانکہ ان کا حال تو جانوروں کا سا ہے بلکہ ان سے بھی کچھ بدتر۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (اعراف - ۲۲)

ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سمجھ بوجھ کا کام نہیں لیتے، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھنے کی خدمت نہیں لیتے، ان کے پاس کان ہیں مگر انھیں سننے کی تکلیف نہیں دیتے۔ وہ جانوروں کی طرح جیتے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر، وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ (محمد - ۲)

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ دنیا کے سامان زندگی سے بس اسی طرح فائدہ اٹھاتے اور کھاتے پیتے ہیں جیسے جانور۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (بقرہ - ۲۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو تعلیم ہدایت نازل کی ہے اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقہ پر چلے جائیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، چاہے ان کے باپ دادا کیسی ہی بے وقوفیاں کرتے رہے ہوں اور راہ راست پائے ہوئے نہ ہوں۔ ان منکرین حق کا حال بالکل ایسا ہے جیسے کوئی شخص ان جانوروں کو خطاب کر رہا ہو جو بجز ایک آواز اور ہانک پکار کے کچھ نہ سنتے ہوں (اور اپنی ڈگر پر چلے جا رہے ہوں)، بہرے، گونگے، اندھے: کچھ نہیں سوچتے!

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (انفال - ۳)

اللہ کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ لوگ ہیں جو (حق سننے اور حق بولنے کے لیے) بہرے گونگے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے (کہ حق کو سمجھیں)۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث (اعراف - ۲۲)

اور انھیں اس شخص کا قصہ سناؤ جسے ہم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور بھٹکے ہوئے لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو انہی آیات کے علم سے اس کو بلندی عطا کرتے مگر وہ تو زمین (یعنی دنیا) سے چمٹ کر رہ گیا اور اپنی خواہشات کا پیرو بن گیا پس اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ خواہ تو اس پر حملہ کرے یا اس سے بے التفاتی کرے مگر وہ بہرحال (حرص کے مارے) زبان ہی لٹکائے رہے۔